کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیانِ حضرات اس مسئلہ کے بارے میں کہ:

ایک شخص محمد شبیر ولد الطاف حسین نے اپنی گھر والی مسماۃ ''نصرت بی بی'' کو تحریری طور پر طلاق ثلاثہ دیدی ہے، طلاقنامہ ساتھ لف ہے، جس میں واضح طور پر درج ہے کہ:

''من مقر روبرو گواہان حاشیہ مسماۃ نصرت بی بی کو سہ بار طلاق، طلاق، طلاق دے کر اپنی زوجیت سے آزاد کرتا ہوں اور آج سے میرا نصرت بی بی سے کوئی تعلق واسطہ نہ ہے۔''

شریعت کی روشنی میں رہنمائی فرمائیں کہ کتنی طلاق ہوئی ہیں اب فریقین کے درمیان رجوع یا صلح کی گنجائش ہے یا نہیں؟

سائل ......

الجواب

صورت مسئولہ میں مسماۃ ''نصرت بی بی'' پر تین طلاقیں واقع ہو کر حرمت مغلظہ ثابت ہو چکی ہے، اب وہ ''محمد شبیر'' کے گھر آباد نہیں ہو سکتی، نہ رجوع کی اجازت ہے نہ ہی عقد جدید کافی ہے۔

قرآن وسنت کی روشنی میں حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین، تابعینؒ عظام، تبع تابعینؒ، ائمہ اربعہؒ اور جمہور فقہائے کرامؒ کا متفقہ موقف ہے کہ ایک مجلس میں دی گئی تین طلاق شرعاً تین ہی شمار ہوتی ہیں، خواہ ایک ہی جملہ سے ہوں یا الگ الگ جملوں سے۔ یہ فعل (یعنی تینوں طلاقیں اکٹھی دینا) اگرچہ خلافِ سنت اور ناجائز ہے تاہم اگر کوئی شخص اس طرح تین طلاق اکٹھی دیدے تو بہر صورت تینوں واقع ہو جاتی ہیں۔

چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: الطلاق مرّتان فامساك بمعروفٍ او تسريح باحسان۔(البقرہ: ۲۳۰)

اس آیتِ کریمہ کا مضمون یہ ہے کہ طلاق دو دفعہ ہے، اب اس میں دونوں احتمال ہیں کہ دو طلاقیں الگ الگ طہر میں دیدے یا ایک ساتھ دیدے، بہر صورت دونوں واقع ہونگی، اور جب ایک وقت میں دو طلاقیں واقع ہو سکتی ہیں تو تین بھی واقع ہونگی۔

وجه الاستدلال به انّ قولهٗ تعالىٰ: "الطلاق مرّتان" معناه مرّة بعد مرّةٍ فاذا جاز الجمع بين اثنين جاز بين الثلاث۔ (عمدۃ القاری شرح بخاری شریف، جلد ۹، صفحہ ۵۳۸)

(۲) اسی طرح ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

فَإِن طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِن بَعْدُ حَتَّىٰ تَنكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ ۔(البقرہ: ۲۳۰)

اس آیت کریمہ کے تحت امام جصاصؒ احکام القرآن میں لکھتے ہیں:

فحكم بتحريمها عليه بالثالثة بعد الاثنتين ولم يفرق بين إيقاعهما فى طهر واحد أو فى أطهار فوجب الحكم بإيقاع الجميع على أى وجه أوقعه من مسنون أو غير مسنون ومباح أو محظور ...... فالكتاب والسنة واجماع السلف الصالحين توجب ايقاع

١٢٧
٢٠٥

الثلاث" (شرح مسلم للنووی، جلد۱، صفحہ۴۷۸)

ترجمہ: امام شافعیؒ، امام مالکؒ، امام ابوحنیفہؒ، امام احمد اور اگلے پچھلے تمام علماء اس بات پر متفق ہیں کہ تین طلاقیں اکٹھی واقع ہو جاتی ہیں۔

(۷)......علامہ ابن الہمامؒ "فتح القدیر" میں لکھتے:

"وذهب جمهور الصحابة والتابعين ومن بعدهم من ائمّة المسلمين الىٰ انه يقع ثلاثاً"

ترجمہ: علامہ ابن ہمام حنفی فرماتے ہیں کہ تمام صحابہ کرام، تابعین اور ان کے بعد کے تمام ائمہ کا متفقہ مسلک ہے کہ تین طلاقیں اکٹھی واقع ہو جاتی ہیں۔ (فتح القدیر، جلد۳، صفحہ۲۵)

(۸)......علامہ ابن قدامہ حنبلیؒ "المغنی" میں فرماتے ہیں:

"ان الرجل اذاقال لامرأته انت طالق ثلاثاً فهي ثلاث وان نوى واحدةً۔"

ترجمہ: اگر ایک آدمی اپنی بیوی کو یہ ایک ہی جملہ سے تین طلاقیں دیدے تو وہ تین ہی شمار ہونگی خواہ وہ ایک طلاق کی نیت کرے۔ (المغنی، جلد۷، صفحہ۲۳۶)

الحاصل: قرآن وسنت کی روشنی میں حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین، تابعین عظام، تبع تابعین، ائمہ اربعہ اور جمہور فقہائے کرام کی تحقیقات کی روشنی میں یہ بات واضح ہوگئی کہ ایک مجلس میں دی گئی تین طلاقیں شرعاً تین ہی شمار ہوتی ہیں۔ جو حضرات اس کے خلاف کے قائل ہیں قرآن پاک، احادیثِ صحیحہ، آثارِ صحابہؓ وتابعین، اور اقوال فقہاء، سب کی مخالفت کرتے ہیں، لہٰذا ان کی بات کا کوئی اعتبار نہیں۔ لہٰذا اب رجوع یا صلح کی شرعاً کوئی گنجائش نہیں۔......فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح
بندہ عبدالحکیم عفی عنہ
۱۴۴۲/۸/۵ھ

کتبہ
حبیب الرحمٰن عفی عنہ
20/03/2021
۱۴۴۲/۸/۵ھ

دار الافتاء
جامعہ خیر المدارس ملتان پاکستان

مفتی
جامعہ خیر المدارس ملتان پاکستان

دار الافتاء
جامعہ خیر المدارس ملتان

Scanned with CamSc...